رکھا۔ کیونکہ مرزا صاحب تمام عمر اپنے مریدوں کو اپنے حج کرنے کا دلاسہ دیتے رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ مرزا صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ حج کب کرینگے؟ آپ نے یہ جواب دیا کہ ابھی تو ہم سوؤروں کو مار رہے ہیں۔ اُن سے فارغ ہونگے تو حج کرینگے۔ (اخبار القادیان یکم ستمبر ۱۹۰۲ء صد ۶)

دوسری جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "ہم بہرحال حج کو جائینگے۔" (ایام الصلح اُردو صد ۱۶۹)

لیکن جب مرزا صاحب بلا حج کئے فوت ہو گئے تو مرزائیوں کو اس حدیث سے سخت تلملاہٹ ہوئی۔ پھر اپنی قدیم عادت کے مطابق اس حدیث کی تاویلیں کرنے بیٹھ گئے۔ (باقی دارد)

مودّت نامہ ثنائی

اور

خواجہ کمال الدّین صاحب لاہوری

(بقلم منشی محمد عبداللہ معمار امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ)

"مرقع گذشتہ نمبر میں اس مضمون کی پہلی قسط درج ہو چکی ہے جس میں مرزا صاحب کے آخری فیصلہ والا اشتہار درج ہو کر خواجہ کمال الدین صاحب کے جواب کا ذکر کیا گیا ہے قسط اول میں اصل بات کا جواب تو آچکا ہے آج خواجہ صاحب کی زائد باتوں کا جواب دیا جاتا ہے تاکہ خواجہ صاحب ناراض نہ ہوں کہ میری محنت کی یہ قدر کی ہے کہ ساری کتاب کا جواب نہیں دیا۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ بحث مرکز پر آ گئی ہے۔ یعنی امت مرزائیہ بہر دو صنف اس بات پر متفق ہو گئی ہے کہ مرزا صاحب کا آخری فیصلہ والا اشتہار مباہلہ تھا۔ ہم اس سے

بہت خوش ہیں کیونکہ مقدمہ ہذا میں تنقیح قائم ہوگئی۔ امت مرزائیہ مدعی ہے کہ مباہلہ ہے لہذا ثبوت بذمہ مدعی کے قاعدہ سے ثبوت بذمہ خواجہ کمال الدین صاحب ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنا ثبوت جو دیا ہے وہ مع جواب درج ذیل ہے۔" (مدیر)

خواجہ صاحب اشتہار مرزا صاحب کو مباہلہ ثابت کرنے کو لکھتے ہیں۔

"مرزا صاحب نے دعا کی اور شرط مباہلہ کو ادا کرنے کیلئے ساتھ ہی لکھدیا کہ مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔" (ان الفاظ سے خواجہ صاحب نتیجہ نکالتے ہیں کہ) اس اشتہار کا دینے والا ضروری سمجھتا ہے کہ اس کا فریق مقابل بھی دعا کرے۔" (صـ ۲)

اے جناب! مرزا صاحب کے سارے اشتہار کو پڑھ جایئے آپ کو ایک لفظ بھی ایسا نہ ملیگا جس میں مرزا صاحب نے فریق ثانی سے دعا یا آمین کا تقاضا کیا ہو۔ یہ محض احمدیہ جماعت کی بے سود کوشش ہے۔

اس دعا میں کاذب کی موت بحیات صادق مباہلہ پر موقوف نہیں رکھی گئی بلکہ اس پر موقوف ہے کہ اگر مرزا صاحب کا دعوے افترا ہے تو وہ خود ہلاک ہونگے ورنہ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ یہ دعا مرزا صاحب نے خدا تعالے سے مانگی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی منظوری یا نامنظوری کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

اور یوں بھی یہ صاف واضح ہے کہ مرزا صاحب اس دعا میں اپنے آپ کو مظلوم قرار دیکر خدا سے نصرت چاہتے ہیں۔ اور مظلوم کی دعا میں ظالم کی منظوری یا عدم منظوری کو دخل نہیں ہوا کرتا۔ اندریں حالات مرزا صاحب کے الفاظ

"بالآخر مولوی (ثناء اللہ) صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

کا مطلب یہی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا کچھ لکھنا یا نہ لکھنا برابر ہے۔ خدا تعالے

خود فیصلہ کر دیگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ نافع الناس آجتک زندہ ہے۔

خواجہ صاحب! قد بیّنا لکم الآیات ان کنتم مؤمنین۔

پھر خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ "مولوی صاحب نے اس دعا کو فیصلہ کن نہیں سمجھا"۔ جواباً گزارش ہے کہ مولانا ثناء اللہ[۴] اپنی مقرر و مقدر شدہ موت کے باعث مرزا صاحب کی زندگی میں بھی فوت ہو جاتے تو ہم اس دعا کو آسمانی ہوا سے زیادہ وقعت نہ دیتے کیونکہ مرزا صاحب کو سرے سے ملہم اور مخاطب الٰہی ہم نہیں مانتے، پھر اُن کی دعا کو اپنے اعتقاد میں فیصلہ کُن کیوں مانتے۔ اس لئے اب بھی جو کچھ لکھتے اور بتاتے ہیں آپ لوگوں کو الزاماً قائل کرنے کو لکھتے ہیں اعتقاداً نہیں لکھتے۔ یعنی مولانا موصوف بلکہ کسی مسلم منکر مرزا کا اعتقاد نہیں کہ یہ دعا یا الہام خدا نے مرزا صاحب کو کیا تھا۔ کیونکہ منکر مرزا کے معنے ہی یہ ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے کسی روحانی کمال کا قائل نہیں، آیندہ بھی یہ بات یاد رکھئے گا۔

ہاں آپ کا یہ فرمان کہ

"اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ خود مرزا صاحب نے اپنی دعا کو مولوی ثناءاللہ کی تحریر کے بعد آیا کوئی فیصلہ کن امر سمجھا۔ سو اس امر کے دیکھنے کیلئے ان کلمات ذیل جو اکتوبر میں آپ (مرزا) نے فرمائے اور اسی وقت کے اخبار الحکم میں چھپ گئے کافی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت صلعم کے سب اعداء ان کی زندگی ہی میں ہلاک ہو گئے تھے؟ بلکہ ہزاروں اعدا آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔"

کیا ان الفاظ کے بعد بھی دعار متنازعہ کے متعلق کسی انتظار کی حالت بچاتی[۵] ہے۔ کیا لفظ مباہلہ ہر دو فریقین کی دعا نہیں چاہتا۔" (ٹریکٹ کمالی صـ۵)

۴ صاحب کا اسوقت اس کو فیصلہ کن نہ ماننا تو درکنار ہم تو اب بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر مولانا ثناءاللہ

۵ نقل مطابق اصل ۱۲

الجواب یہ تحریر جو آپ نے پیش کی ہے اشتہار آخری فیصلہ سے قریباً چھ ماہ بعد کی ہے۔ اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو اشتہار آخری فیصلہ کو مباہلہ قرار دیتا ہو۔ خواجہ صاحب! یہ ایک عام اصول کا ذکر ہے کہ ہر کاذب کیلئے ضروری نہیں کہ صادق کے سامنے ہی مرجاوے۔ جس کی ہم بھی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب کی دعاء متنازعہ سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ ایک خاص صورت ہے جس کی شکل یہ ہے کہ مرزا صاحب "خدا سے" دعا کرتے ہیں کہ اگر میرا دعوئے مسیح موعود ہونے کا افترا ہے تو اے خدا ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کرکے میرا کذب ظاہر کر۔ اور خدا تعالیٰ بموجب اس دعا کے انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔ قصہ ختم۔ فتدابر۔

اس کی مشابہت ہے تو واقعہ بدر سے ہے جس میں ابوجہل مکذب وغیرہ کی موت کی خبر دی گئی تھی۔ ہاں زیادہ سے زیادہ مولوی محمد احسن امروہی کی طرح آپ اس دعا کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ

"ایسی دعائیں حضرت سید المرسلین اور خاتم النبیین کی بھی قبول نہیں ہوئیں"۔

(ریویو ماہ جون ۱۹۰۸ء ع۶ جلد ۷ ص۲۳۵)

جس کے جواب میں اول تو ہم آپ سے اس کا ثبوت طلب کرینگے کہ تبلائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کب کسی مخالف کے مقابلہ پر اپنے مشن کی تصدیق و تکذیب کیلئے بطور آخری فیصلہ خدا سے دعا مانگی تھی جو بقول مولوی احسن قبول نہیں ہوئی؟ دوم۔ ہم اس لغو عذر کی یوں تردید کرینگے کہ یہ دعا بقول مرزا صاحب کے خدا قبول کر چکا تھا۔ (دیکھو اخبار بدر ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

اب رہا یہ امر کہ مرزا صاحب نے اس دعا کو خود فیصلہ کن سمجھا یا نہیں۔ سو جواباً عرض ہے کہ جبکہ بقول مرزا صاحب خدا ان کی یہ دعا قبول کر چکا تھا، پھر ان کا اس کو فیصلہ کن نہ سمجھنا چہ معنے دارد۔

پھر اس خاص صورت کے علاوہ ان کا عام الہام تھا کہ "اجیب کل دعائک الا فی شرکائک" یعنی اے مرزا تیری تمام دعائیں بجز ان کے جو تو اپنے شرکاء

کے حق میں مانگے سب قبول کیجائینگی۔ پس انکا اس دعا کو جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق تھی جو ان کے شریک نہیں ہیں۔ فیصلہ کن نہ سمجھنا دلیل ہے اس بات کی کہ ان کو اپنے ملہم اور الہام پر ایمان وایقان نہ تھا۔ حالانکہ وہ صاف لکھ گئے ہیں کہ

"یہ مکالمہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے اگر میں ایک دم کیلئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہوجاؤں اور میری آخرت تباہ ہوجائے۔" (صـ۲۵ تجلیات الٰہیہ مصنفہ مرزا صاحب)

یہ تحریر کہہ رہی ہے کہ انہیں اپنی وحی سے تمام دعاؤں کے جو ان کے شریکوں کے علاوہ غیروں کے متعلق ہوں قبول ہونے اور فیصلہ کن سمجھنے کا فرض تھا جس کی خلاف ورزی کفر تھی۔ ماسوا اسکے مرزا صاحب کا اپنی دعا کو مولوی ثناء اللہ صاحب کے انکار کے بعد فیصلہ کن جاننا اس سے بھی ثابت ہے کہ جب مولانا ثناء اللہ صاحب نے ۳۔جون ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب کو خط بھیجا کہ مجھے حسب وعدہ حقیقۃ الوحی روانہ کیجئے۔ تو اُدھر سے جواب آیا۔

نقل خط بنام مولوی ثناء اللہ صاحب "آپ کا رجسٹری شدہ کارڈ مرسلہ ۳۔جون ۱۹۰۸ء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا۔ جس میں آپ نے ۴۔اپریل ۱۹۰۸ء کے اخبار بدر کا حوالہ دے کر کتاب حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ مانگا ہے۔ **اس کے جواب میں آپ کو** مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اسوقت ظاہر کیا گیا تھا جبکہ آپ کو مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا۔ تاکہ مباہلہ سے پہلے آپ کتاب پڑھ لیتے۔ مگر چونکہ آپ نے × × × فرار کی راہ نکالی اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ (مرزا) کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کرکے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔ اس واسطے مباہلہ کے ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب بوجہ نہ قرار پانے مباہلہ کے منسوخ ہوگئے۔"

(بدر ۱۳- جون ۱۹۰۸ء ص۲ از مفتی محمد صادق پرائیویٹ سکرٹری مرزا)

یہ تحریر جہاں یہ ثابت کر رہی ہے کہ بعد انکار ثنائی مرزا جی نے اس دعا کو فیصلہ کُن جانا' وہاں یہ امر بھی ثابت کر رہی ہے کہ یہ دعا، مرزا مباہلہ نہ تھی۔ خواجہ صاحب کیا فرماتے ہیں؟ اتقوا اللہ! اتقوا اللہ!! اتقوا اللہ!!!

خواجہ صاحب! فرمان الٰہی پر غور کیجئے۔ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی۔

اس کے علاوہ اور سنیئے! مولوی صاحب کے انکار کے چار ماہ بعد اخبار بدر میں اسی دعا کو غیر از مباہلہ وفیصلہ کن بایں الفاظ قرار دیا گیا کہ

"ثناء اللہ کو بار بار مباہلہ کیلئے بلایا گیا لیکن وہ چالاکیوں سے × × اپنے لئے فرار کی راہ نکالتا رہا" آخر مشیت ایزدی نے ایک اور راہ سے اس کو پکڑا" اور حضرت اقدس (مرزا صاحب) × × نے (آخری فیصلہ والا) ایک اشتہار دیدیا جس میں "محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا گیا" نہ کہ مباہلہ کیا گیا۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ حضرت اقدس نے آخری فیصلہ دیا وہ مشیت ایزدی کے ساتھ کسی نہ کسی صورت میں پورا ہو کر ہی رہیگا۔ لکل اجل کتاب کے مطابق انتظار کرنا چاہیئے۔" (اخبار بدر ۲۲ر اگست ۱۹۰۸ء ص۸)

خواجہ صاحب! ایمان سے کہیئے کہ مولوی ثناء اللہ کے انکار کے بعد اس دعا کو فیصلہ کن سمجھا گیا ہے کہ نہیں؟ انصاف!

اشتہار آخری فیصلہ پر یہی کچھ خواجہ صاحب نے لکھا ہے جو بمع جواب اوپر درج ہو چکا۔ اس کے بعد خواجہ صاحب نے اِدھر اُدھر کی باتوں سے مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ کے ص۱۱ پر لکھا کہ

"اس صدی کے اگر کوئی مسلمہ دو بڑے کام اسلامی ہیں تو بقول مولوی ابوالکلام آزاد قرآن کریم انگریزی زبان میں ترجمہ ہونا اور انگلستان میں اسلامی مشن کا قائم ہونا۔ اس معاملہ میں تو آپ ابوالکلام کے ہمنوا ہونگے۔ آپ یہ تو ضرور کہینگے جیسا آپ نے میرے متعلق کئی دفعہ کہا ہے۔ ذٰلک فضل اللہ

یؤتیہ من یشاء ۔ لیکن اگر یہ فضل ہوا تو اس شخص کے شاگردوں پر کیوں ہوا
جسے آپ دجال کہتے ہیں ؟ "

الجواب اگر آپ اس حدیث سے واقف ہوتے جس میں فرمان نبوی ہے کہ "خدا تعالےٰ اپنے دین کی تائید فاسق سے بھی کروا لیتا ہے" تو غالبًا کیا یقینًا آپ اس امر کو مرزا صاحب کی مسیحیت کے ثبوت میں پیش نہ فرماتے ۔

خواجہ صاحب ! کیا وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ مسلمانوں کے اکثر فرقوں سے اپنے دین کی خدمت لے رہا ہے ۔ بحالیکہ وہ آپ کے عقیدے کی رُو سے بوجہ تکفیر مرزا کے کافر، فاسق، ظالم ہیں ؟ پس جواب آپ اس کا دینگے وہی ہمارا سمجھ لیجیئگا ۔ ہاں یہ بات علیحدہ ہے کہ آپ ضد، تعصب، ہٹ اختیار کرکے اس بات سے یکسر منکر ہو جائیں کہ دیگر مسلمان بھی اسلامی خدمات کر رہے ہیں یا اسلامی خدمات کو صرف انہی دو کاموں میں محصور کر دیں جو آپ نے کئے ہیں ۔

ماسوا اس کے میں پوچھتا ہوں کہ آپ کا اور ہمارا یہ متفقہ اعتقاد کہ نبوّت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی، اب اگر کوئی نبوّت کا دعوےٰ کرے تو وہ دجال و کذّاب ہے ۔ اندریں حالات اگر کوئی شخص ہمارے سامنے قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی میں چھوڑ دنیا بھر کی تمام مروجہ زبانوں میں شائع کر دے اور زمین کے چپّہ چپّہ پر تبلیغ اسلام کیلئے انجمنیں قائم کر دے، مگر اس کا اپنا دعوےٰ یہ ہو کہ "ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" تو کیا آپ ایسے شخص کو محض ترجمہ قرآن وغیرہ کی وجہ سے مجدد، ملہم، مسیح موعود مان لینگے؟ میرا گمان بلکہ یقین ہے کہ اگر فی الحقیقت آپ پر یہ ثابت ہو جائے تو آپ اس کی ان تمام "خدمات اسلامیہ" کو محض دنیا ٹھگنے کا نرالا ڈھنگ قرار دینگے ۔

اگر یہ جواب صحیح ہے تو میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ ہمارے علم میں جو سیکڑوں دلائل یقینیہ، قطعیہ، مشہودہ، محسوسہ کی بنا پر ہے، مرزا صاحب مدعی نبوت ہونے کے علاوہ خدا و رسول کے قائل بھی نہ تھے ۔ پس کیا ہم محض انگریزی میں آپ کا

ترجمہ دیکھکر مرزا صاحب کو نبی، رسول، مسیح موعود وغیرہ مان لیں ؎

بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

آگے چلکر ص۱۲ پر خواجہ صاحب نے فرمایا ہے۔

"اگر سابق مجددین کی زندگی کو سامنے رکھکر مجدد کا کام صرف یہی ہوسکتا ہے کہ وہ وقتی مصائب دین کا علاج کرے، وہ وقت کے مخالف حملہ آوران دین کے حملوں کا دفعیہ کرے، وہ ہر ایک عقیدۂ مذہب کو مطالبات زمانہ کے مطابق صحیح ثابت کردکھائے، وہ دین کے استحکام کیلئے ایک نیا علم کلام پیدا کرے۔ تو یہ سب باتیں حضرت مرزا صاحب میں علےٰ وجہ الکمال پیدا ہوچکی ہیں۔ اگر وہ مجدد نہیں تو پھر آپ کسی اور کا نام لیں ×× بالمقابل آپ کی تصنیف ہماری دیکھی بھالی ہیں۔ اسوقت تک تو وہ ضرورت کے مطابق ہیں"

الجواب قطع نظر اس بات کے کہ مرزا صاحب کی تصنیف میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں یا نہیں، اور یہ کام مجدد ربانی کے ہی ہوسکتے ہیں یا کسی طامع، خودغرض، دنیا پرست، کاذب، طالب زر سے بھی ممکن ہیں۔ آیئے میں آپ کی مقرر کردہ شرائط کے مطابق اس زمانہ کے مجدد حقانی کا نام نامی و اسم گرامی پیش کروں۔ سنیئے وہ مجدد زمانی فاتح قادیان شیر پنجاب سردار اہلحدیث حضرت مولانا ابوالوفاء محمد ثناء اللہ صاحب محدث و مفسر و متکلم امرتسری ہے جس کے نام سے بہت سے مدعیان علم کی روح کانپ رہی ہے اور فضول حیلوں بہانوں سے اس کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کرنے سے گریز کی راہ تلاش کررہی ہے۔ ہاں اس زمانہ کا مجدد وہی مرد میدان ہے جس نے تمام حملہ آوران دین کے حملات کا سب سے پہلے دفعیہ کیا۔ سب سے پہلے ہندوستان میں آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند کی طرف سے جو حملہ قرآن پر بصورت "ستیارتھ پرکاش" ہوا۔ اُس کا جواب "حق پرکاش" کس نے دیا؟ پھر دھرمپال کی مسموم کتاب "ترک اسلام" کا جواب "ترک اسلام" اور "تہذیب

الاسلام" کا جواب "تغلیب الاسلام" اور "نخل اسلام" کا جواب "تبرِ اسلام" کس نے دیا؟ پھر آریہ سماج کی سخت دل آزار کتاب "رنگیلا رسالہ" کا جواب "مقدس رسول" کس نے دیا؟ سب سے آخر آریوں کی کتاب "وید اور قرآن" کا جواب "کتاب الرحمٰن" کس نے دیا؟ اسی نے دیا جس نے نگینہ میں، دیوریہ میں، جبلپور میں، خورجہ میں، امرتسر اور لاہور میں بلکہ پنجاب و بیرونجات کے اکثر ضلعوں میں آریہ سماج کو زبانی مناظرات سے فاش شکستیں دیں۔

ہاں اس زمانہ کا مجدد وہی ہے جس نے عیسائیوں کی کتاب "عدم ضرورت قرآن" کی تردید میں "تقابل ثلاثہ" تصنیف کی۔ جس کی مقبولیت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ خود آپ کی جماعت نے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ مگر اس خیانت سے کہ اصل مصنف کا نام ہی نہ لکھا۔

پھر سنئے کہ اس زمانہ کا مجدد وہی مولانا ثناء اللہ ہے جس نے خالص توحید و سنت کی خدمت میں منکرین سنت نبی علیہ السلام (چکڑالویوں) کے مقابلہ پر "دلیل الفرقان"۔ "حدیث نبوی"۔ "اتباع رسول" وغیرہ رسالجات لکھے۔ رسمی مسلمانوں کی اصلاح میں اجتہاد و تقلید۔ تقلید شخصی و سلفی۔ فقہ و فقیہ۔ آمین رفع یدین۔ اہل حدیث کا مذہب وغیرہ کتابیں لکھیں۔

اہل تشیع کے جواب میں خلافت محمدیہ۔ خلافت رسالت وغیرہ رسالے لکھے۔ عام اہل اسلام کی اصلاح و خدمت پر قرآن پاک تفسیر موسومہ "تفسیر ثنائی"[ل] آٹھ جلدوں میں لکھی جس کے اندر مخالفین اسلام کے جملہ حملوں کی مدلل و معقول تردید ہے۔ اسلامی تاریخ۔ خصائل النبی۔ السلام علیکم۔ کلمہ طیبہ۔ رسوم اسلامیہ۔ تہذیب۔

ل میں خواجہ صاحب کی خدمت میں بزور عرض گزار ہوں کہ وہ اگر تمام ثنائی تصنیفات کو نہیں دیکھ سکتے تو کم از کم تفسیر ثنائی کو از اول تا آخر ضرور ملاحظہ کریں تاکہ انہیں فضول و طول کھینچ تان اور صحیح علم کلام کا فرق معلوم ہو جائے ۱۲ منہ

عزت کی زندگی۔ اسلام اور برٹش لاء جس میں گورنمنٹ برطانیہ کے قوانین اور اسلامی قوانین کا مقابلہ کرکے قوانین اسلامی کا تفوق ثابت کیا گیا ہے وغیرہ کتب تالیف کیں۔

سب سے بڑھکر، سب سے اعلیٰ، سب سے بزرگتر خدمت دین اس بزرگ نے وہ کی کہ قرآن پاک کی عربی تفسیر خود قرآن آیات سے کی۔ جس کی نظیر ابتداء اسلام سے آجتک پائی نہیں گئی۔ اس اکیلی خدمت قرآن کے مقابلہ پر اگر آپ کے مسیح موعود کی تمام تالیفات بلکہ اس کے تمام ذاتی اعمال حسنہ (اگر اس کے اعمال حسنہ ہیں) میزان کے ایک پلڑے میں اور "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" دوسرے پلڑے میں رکھی جائے تو خدا کی قسم یہ اکیلی ہی ان تمام سے ہزاروں گنا بڑھ جائے۔ اس کے علاوہ مخالفین اسلام آریہ و عیسائی مذہب کی چھان بین پر جو تصنیفات حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کی مثل الہامی کتاب (قرآن اور وید کے الہامی ہونے پر ایک زبردست مباحثہ) بحث تناسخ۔ اصول آریہ۔ نکاح آریہ۔ حدوث وید۔ حدوث دنیا۔ شادی بیوگان اور نیوگ۔ القرالعظیم اور توحید و تثلیث و جوابات نصاریٰ وغیرہ ہیں۔ خدا کے فضل سے نہ صرف مقبول عام و خاص ہیں، بلکہ مخاطبین سے آجتک ان کا صحیح جواب بھی نہ ہوسکا۔ اور نہ آیندہ ہوسکیگا۔ انشاء اللہ۔

بخلاف اس کے مرزا صاحب نے اپنی کتب میں جو کچھ بھر رکھا ہے وہ بھی ہم سے مخفی نہیں۔ ان میں جو کچھ ہے وہ یہی ہے کہ میں ایسا ہوں ویسا ہوں، مجدد ہوں، ملہم ہوں، مسیح موعود ہوں، رسول، نبی، جامع النبیین، خدا کے کانوں جیسا، خدا کی اولاد جیسا۔ ظلی خدا۔ سچ مچ خدا۔ مالک کن فیکون۔ مختار حیات و ممات وغیرہ وغیرہ وغیرہ وغیرہ غرض سب کچھ میں ہی ہوں۔

اگر مرزا صاحب کی تصنیفات سے وہ حصہ نکالدیا جائے جس میں انہوں نے اپنی شخصیت کا تفوق ظاہر کیا ہے تو بمشکل اتنے اوراق باقی بچینگے جن سے چند پتنگ بن سکیں۔ جنہیں مخالفین اسلام کی تردید کہا جاسکتا ہے۔ ان بھی بجائے معقول جوابات کے بہتان طرازی، دشنام دہی، سب و شتم کا بحر قہار و ذخار امڈا آرہا ہے۔ جس کا

کچھ نمونہ ہم اخلاق مرزا کے ضمن میں آگے چلکر بتائینگے۔

ہاں ہم مانتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ جس میں "تین سو دلائل" حقانیت اسلام پر لکھنے کا قول دیکر مرزا صاحب نے اس کی پیشگی قیمت کسی سے ڈیڑھ سو روپیہ کسی سے سو کسی سے پچاس کسی سے پچیس اور سیکڑوں سے پانچ پانچ روپے وصول کرلی تھی۔ واقعی ایک بینظیر کتاب ثابت ہوتی۔ اس کے بینظیر و لاجواب ہونے پر اس سے بڑھکر اور کونسا ثبوت ہوسکتا ہے کہ بقول مرزا صاحب رسول اللہؐ نے خواب میں آکر اس کی تعریف کی (صفحہ ۲۴۸ حاشیہ براہین احمدیہ) مگر افسوس کہ یہ بےمثل کتاب عالم وجود میں نہیں آئی جس کا کچھ افسوس تو اُن کو ہوگا جن کا روپیہ یعنی قیمت کتاب مرزا صاحب ہضم کر گئے۔ اور زیادہ افسوس ہم کو ہے کہ اس کتاب کے پورا بلکہ ادھورا بھی ہونے کے باعث رسول اللہ صلعم پر اعتراض پڑ گیا کہ آپ نے ایک ایسی کتاب کی قبل از وقت تعریف کی جو کبھی دنیا میں ظاہر ہی نہ ہوئی تھی۔" (باقی دارد)

وید جملہ علوم و فنون کا مخزن ہی؟

"دل کے بہلانے کو غالبؔ یہ خیال اچھا ہے"

آریوں کی تمنا اور دلی آرزو ہے کہ وید کو دنیا میں بحیثیت ایک جامع کتاب کی صورت میں پیش کریں۔ چنانچہ آج ہم ایک جدید مضمون "آریہ مسافر" سے نقل کرتے ہیں۔ اور اس پر عرصہ ہوا جو سوال کئے گئے تھے اُن کو بھی ناظرین تک پہنچاتے ہیں۔ "آریہ مسافر" کا نامہ نگار لکھتا ہے۔

"وید کے متعلق سوامی دیانند جی کے آنے سے پہلے مشرقی اور مغربی علما مختلف رائے رکھتے تھے۔ اول تو مشرق میں وید کا پرچار ہی نہیں تھا اور نہ ہی وید کے عالم موجود تھے۔ کاشی آدی میں سنسکرت کے وِدوان تو بہت ملتے تھے مگر